دشمنانِ نبوّت کی تردید میں سو سال پہلے کی نایاب کتاب

ردّ الوھابیہ

از تبرکات

محسن اہلسنّت حضرت خواجہ محمد عبید اللہ ملتانی قدس سرہٗ

ترجمہ

حضرۃ مولانا صاحبزادہ حافظ محمد عبد العلی صاحب چشتی ملتانی

تقسیم کار

نوری کتب خانہ
شارع امامِ اعظم پرانی غلہ منڈی
ملتان

کاظمی کتب خانہ
سیرانی بازار، اندرون بوہڑ گیٹ
ملتان

اہمیری کتب خانہ پیر پٹھان روڈ۔ ملتان شریف

ہدیہ: ۔/۵ روپے

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى سيما محمد المصطفى وآله واصحابه

اولی الصفاء والوفاء اما بعد این چند اوراق است که نوشته آنرا

ملا عبید الله الملتانی علی سبیل الاختصار ناقلا من رسائل ائمة الاعتبار

در بیان مذهب و بیان [illegible] بیان [illegible] خود

ببیان وعید [illegible] بر متقدمان و متاخران از اولیا و

اولی التقلید که اہل ایمان اند وصاحب توحید در عقاید

محمدیه فرقه الشیاطین النجدیه نوشته که در زمان سلطنت

روم عبد الوهاب نام شخصی از اعیان در قبایل نجد ممتاز در حدیث [illegible]

دقیق بیان مقصد [illegible] عام وسلسله ایشان بحضرت

ابوالحسن شاذلی رحمه [illegible] منتهی در سنه ١٢١٨ هجری روز جمعه جب

بمکر و شیطنت از بیعت [illegible] گفته نام سلطان در خطبه [illegible] و با جمع

دیگر در تمام امصار [illegible] نام او بجای سلطان جاری شد

آن روز که در وطن خود در عیینه نام درشت [illegible] اقامت قرار

هُوَالمُعین

عشق کا پیغام

برسوں قبل ایک گھاگ نجدی نے کہا تھا برخوردار! آپ لوگ ہماری سرشت سے واقف نہیں۔ معافی و درگزر کا لفظ ہم نے لغت سے نکال دیا ہے جب ہماری ٹھن جائے ہم خم ٹھونک کر بدلا لیتے ہیں۔ ایک صدی پہلے جزیرۂ عرب کی سرزمین ہمارے اوپر تنگ کردی گئی ہم نے بے پناہ مشکلات کی زنجیریں کاٹ کر دشمن کو تہ وبالا کر دیا اب وہاں یارانِ نجد بلا شرکت غیرے سیاہ وسفید کے مالک ہیں۔ مولوی عبیداللہ ملتانی نے وسط ایشیاء میں ہمارے خلاف جو زہر آلود تحریریں لکھی ہیں ہمارے نوٹس میں ہیں بلکہ ان کے نقول مکہ کے دارالقضا میں بھی پہنچ چکی ہیں۔ ہمارا اعلان ہے ہم بدلہ لیں گے اس سلسلہ میں پروگرام پر عمل کا آغاز ہو چکا ہے آج اسکی بعض آل اولاد نہ صرف نجدیت نواز ہے بلکہ "وہابی مشن" کی اشاعتِ عام کے لئے ہراول دستے کا کام دے رہی ہے۔ آپ یاد رکھیں ہم بدلہ لیں گے۔ اس کی نسل میں فکری فساد پیدا کر کے خانقاہی نظام سے بغاوت ہمارا نصب العین ہے۔

ہائے ہائے ؎

سردی ہیں کتنے جسم ہیں بیگانہ لباس
جتنی یہ چادریں ہیں مزاروں سے چھین لوں

(مقدمہ بلا تبصرہ)

ع عشق کا پیغام جوش لے اسی کے نام ہے۔

هُوَ الْمُعِین

امام احمد رضا بریلی قدّس سرہٗ

سے پہلے متحدہ ہند میں جن اللہ کے بندوں نے نجدیت کو سرِعام ننگا کرکے عامۃ المسلمین میں ایک گالی بنادیا۔ ان میں عرب و عجم کے مفتی اعظم تاجدار اہلسنت حضرت خواجہ محمد عبید اللہ ملتانی م ف ۱۳۰۵ھ کا نام نامی سرفہرست شمار ہوتا ہے۔ آپ ۱۲۹۱ھ میں مولانا قدرت اللہ ملتانی کے گھر پیدا ہوئے ابھی آپ چند روزہ تھے، کہ حضرت قبلہ عالمؒ کے معاصر حضرت میرانی بادشاہ ملتان رونق فرما ہوئے والد ماجد آپ کی خدمت میں دُعا کے لئے لے گئے، دیکھتے ہی بے ساختہ فرمایا، قدرت اللہ مبارک ہو معصوم سعادت مند ہے، سعادت مندی کی بہار دیکھتے، دینی علوم و معارف سے مالا مال ہونے کے بعد آپ نے مسلمانوں کی اصلاح کے لئے کام شروع کیا، تو آپ کی روشن ضمیری و فراست مومنانہ نے فتنہ نجدیت کو اسلامیانِ ہند کے لئے سم قاتل قرار دیا اور زندگی بھر اس غولِ بیابانی کے خلاف زبانی و قلمی جہاد فرماتے رہے تحریری محاذ کی نادر رپورٹ کا نفیس شذرہ نذر ارادتمنداں ہے

خدائے پاک مصنف و مترجم و معاون کو جزائے خیر بخشے

ناکارہ ابوسلیمان نظامی

۲۷-۴-۱۴۰۴ھ

سب تعریف خدا کے لئے ہے اور سلام اس کے برگزیدہ بندوں پر خصوصاً محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے آل و اصحاب باصفا اور باوفا پر۔ امابعد! یہ چند اوراق ہیں جنہیں ملا عبید اللہ ملتانی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے محققین علماء کے رسائل سے بالاختصار نقل کیا ہے جن میں مردود گستاخ کم ہمت خود بین وہابیوں کا مذہب بیان کیا گیا ہے جنھوں نے مجتہدین اور اہلِ تقلید متقدمین و متاخرین اہلِ توحید و بصارت کی تنقیص اور عیب جینی کی۔

بوارقِ محمدیہ لرجم الشیاطین النجدیۃ میں لکھا ہے

کہ جس زمانہ میں سلطنتِ روم کی بنیادیں کمزور ہوگئیں اس زمانہ میں عبدالوہاب نامی ایک شخص نجد کے نامور قبیلوں میں سے ہوگزرا جو جدتِ فکر اور قوتِ بیان میں ممتاز اور مقتدائے خواص و عوام تھا حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ سے منسلک تھا۔

آغازِ فتنہ سنہ ۱۲۱۸ھ میں جمعہ کے روز مکر و شیطنت کے ساتھ تمام حاضرین سے بیعت لی اور اپنے نام کے ساتھ خطبہ میں سلطان کا اضافہ کیا اور دوسرے جمعہ تک مملکتِ روم کے اطراف و اکناف میں اس کا نام بجائے سلطان کے جاری ہوا۔

اس کے بعد تازیست وہ اپنے وطن درعیہ میں رہا اور اس کا نام قصرِ امامت (دار الخلافہ) رکھا اپنی اولاد اور رشتہ داروں کو خلفائے راشدین کے نام کے ساتھ موسوم کرکے کسی کو قاضی کسی کو محتسب اور کسی کو عامل بناکر مختلف مقامات پر اشاعتِ عدل اور احیائے ملت کے لئے مقرر کیا۔

جب اس کے مشن کا ابتدائی مرحلہ تمام ہوا تو اس نے ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالی جس کے بعض مسائل تو مذہبِ معتزلہ سے اور بعض مسائل ملاحدہ ظاہریہ سے اور بعض مسائل اہلِ ہوا سے لئے اور کچھ مسائل خود ایجاد کر کے ان کو دلائل واحادیث سے ثابت کیا۔ متقدمین کے مذہب پر ایک کتاب تصنیف کی جسے اس کے بیٹے محمد نے نئی ترتیب دے کر اس کا نام "کتاب التوحید" رکھا اس کتاب کا خلاصہ تمام امتِ مرحومہ کی تکفیر وتفسیق اور جن افعال کا تعلق انبیاء علیہم السّلام اور اولیاء کرام اور آثارِ متبرکہ کی تعظیم وتکریم سے ہے کے ارتکاب کو قطعی کفر لکھا ہے حتیٰ کہ اہلِ حرمین شریفین کے قتل وغارت کو جہاد کے ساتھ تعبیر کیا اور اس رسالہ کی چند نقلیں خود ساختہ خلفائے راشدین کو تفویض کیں جنہوں نے چرب لسانی سے لوگوں کو نئے مذہب کی دعوت دی اور اتباع کا امر کیا چنانچہ بہت سے ناکسوں نے ہوائے نفسانی کے تحت ان نام نہاد خلفاء کی دعوت پر لبیک کہی۔

مسعود نامسعود

سنہ ۱۲۲۱ھ میں جب کہ سلطان سلیم کی سلطنت کے آخری ایام تھے عبدالوہاب کے پوتے مسعود نامسعود نے "جو اپنے خاندان کا بدترین فرد تھا" اپنا نام ثالث رکھ کر بڑے لشکر کے ساتھ عازمِ حج ہوا جب قرن المنازل میں پہنچا تو یکایک طائف پہنچ کر تمام شہر کا محاصرہ کر لیا اور قتل وغارت کر کے مسلمانوں کو درجۂ شہادت تک پہنچایا۔ یہاں سے فراغت پا کر اپنے گماشتے مقرر کر کے مکّہ مکرّمہ کی طرف رخ کیا اور قتل وغارت کا بازار گرم کیا۔ کعبۃ اللہ ومساجد مقدسہ اور آثارِ متبرکہ کو مسمار کر کے زمین ہموار کردی۔

بالآخر روضہ مقدسہ منورہ نبویہ علیٰ صاحبہا افضل الصلوات والسلام کے مسمار کرنے کا عزم کر کے نکلے جسے وہ صنمِ اکبر (بڑا بت) کہہ کر پکارتے تھے۔ ان میں سے

کئی بدبخت آلاتِ ہدم لے کر اس خبیث نیت کے ساتھ نکل کر جب دروازوں کو کھولا تو اچانک ان فراعنہ پر ایک اژدہا نے حملہ کیا جس کی وجہ سے وہ سب جل کر سیاہ ہو گئے اور واصلِ جہنم ہوئے۔

اس کے بعد مسعود نے اپنا معتمد علیہ اور کچھ فوج یہاں چھوڑ کر فوراً مکہ معظمہ کی راہ لی اور بڑا لشکر تیار کر کے حجاز اور نجد کے ملحقہ شہروں میں تہلکہ مچایا اور عراق کے ان شہروں پر قبضہ کر لیا جو فوج سے خالی تھے اور پھر کربلا معلیٰ کے (متبرک مقامات کا) وہی حشر کیا جو مدینہ منورہ میں کیا لیکن جدہ ان کے تسلط سے محفوظ رہا۔

بدطینت نجدی

سنہ ۱۲۲۳ھ میں ۵ رجمادی الاولیٰ کو عالی قدر سلطان محمود خان غازی تخت نشین ہوا۔ والیٔ مصر محمد علی پاشا نے فرمان جاری کیا کہ بدطینت نجدیوں کو قرار واقعی سزا دے اور اس قوم کے کسی فرد کو زندہ نہ چھوڑے محمد علی نے ابراہیم پاشا کو اس کام پر مامور کیا۔ ابراہیم جب فتح یاب ہوئے تو ان (مردودوں) میں سے بعض آگ میں کود پڑے اور بعض سمندر میں گر کر واصلِ جہنم ہوئے۔

مسعود اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ نجد کی طرف بھاگ نکلا۔ ابراہیم پاشا بنفسِ نفیس مکہ معظمہ گئے۔ طائف میں اپنا امیر مقرر کر کے مدینہ مطہرہ کی طرف ایک لشکر روانہ کیا اور خود عمرہ ادا کر کے نجد پہنچ کر ان (خبیثوں) کا قلع قمع کیا اور چن چن کر سب کو تہہ تیغ کیا اور لوٹے ہوئے اموال مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں ان کے اصل مالکوں کو واپس کر دیئے رقوم اور اجناس حرمین (زادہما اللہ شرفا) کے باشندوں میں تقسیم کردیں اور جو مساجد مقدسہ اور مقاماتِ متبرکہ ان بدبختوں نے ہدم کئے تھے از سرِ نو تعمیر کا حکم دیا بفضلہٖ تعالیٰ ان میں سے زیادہ تر درست ہو گئے۔

کچھ زمانہ بعد صحرا نشینانِ زیدیہ جو اطرافِ بلادِ یمن میں شیعہ کا ایک مذہب ہے

ان میں جب کتاب التوحید پہنچی تو بتقاضا کُلُّ جَدِیْدٍ لَذِیْذٌ انھوں نے
مذہبِ نجدیہ اختیار کرلیا۔

ہندوستان میں سلطنتِ تیموریہ کے آخری ایام کی طرح یمنی حکومت
بھی داخلی انتشار کی شکار تھی جس کی وجہ سے حکومت اس فرقے کی سرکوبی نہ کرسکی۔
اور یہ فرقہ دوبارہ قوت پاکر قتل و غارت کرنے لگا۔

انجام بد | مخا اور حدیدہ سے اموال لوٹ اور تاجروں کو غارت کرکے حاکم بن بیٹھے
مصنف فرماتے ہیں مختصر یہ کہ اس وقت بجز صحرا ہیانِ زیدیہ کے تمام عرب
میں ان کا اور ان کے مذہب کا نام و نشان تک نہیں رہا اور حرمین شریفین
طاہرین مقدسین اور دیگر بلادِ معظمہ اسلامیہ روم و شام اور مصر وغیرہ میں ان کا
علانیۃً گزرنا محال ہے۔ عرب کے فرقہ نجدیہ کا یہ آغاز و انجام محمد بن نصر شامی کی
تاریخ سے مقتبس ہے۔

ہندی وہابیت | دیارِ ہندوستان میں فرقہ نجدیہ کے نشوونما کی کیفیت یوں ہے کہ
شاہ عبدالعزیز نے عمر کے آخری ایام میں جب اپنی منقولہ وغیر منقولہ بے شمار
جائیدادیں اپنی اولاد و احفاد اور بیوی کو ہبہ کر کے ان کے قبضہ اور تصرف میں
دے دیں تو شاہ صاحب کے برادر مولوی اسمٰعیل سراسیمہ ہوئے۔ مولوی عبدالحی
جو شاہ صاحب کے داماد تھے ان ہی دنوں ضلع میرٹھ کی انگریزی عدالت
سے محرری کی نوکری سے معزول ہو کر دلی پہنچ چکے تھے ان کے ساتھ اتفاق
کر کے سید احمد کو جو شاہ صاحب کے مرید تھے اپنا پیر بنالیا اور سیر و سیاحت
شروع کردی اور اپنے خود ساختہ پیر کے اظہارِ کمالات میں حد سے بڑھ کر مبالغہ
آرائی کی اور اس بارہ میں انھوں نے ایک کتاب صراطِ مستقیم تصنیف کی جس
کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے حضرت چونکہ فطری طور پر صورۃً آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کے بالکل مشابہ ہیں اس لئے آپ کی روحِ فطرت، علومِ رسمیہ سے مستغنی تھی یعنی اُمّی تھے
اور پیدائشی طور پر جو کمالاتِ نبوت مجملاً انھیں حاصل تھے جناب شاہ صاحب
کے ساتھ بیعت کی برکت سے پوری تفصیل و شرح کے ساتھ اپنے انجام کو
پہنچے۔ حضرت کے ابتدائی سلوک کا واقعہ یوں ہے کہ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم
کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین کھجوریں
اپنے دستِ مبارک سے کھلائیں۔ بیداری کے بعد اس خواب کی حقانیت کو
اپنے دل میں ثابت پایا اس کے بعد ایک دن جناب ولایت مآب حضرت علی مرتضیٰ
و فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہما کو خواب میں دیکھا جناب علی مرتضیٰ نے اپنے ہاتھ سے
حضرت کو غسل دیا اور (سیدہ) فاطمۃ الزہرا نے لباسِ فاخرہ حضرت کے زیب تن
کیا انھیں واقعات کی وجہ سے طریق نبوت کے کمالات جلوہ گر ہوئے اور علم لدنی
حاصل ہوا اور نسبتِ قادریہ، چشتیہ اور نقشبندیہ حاصل ہوئی یہ سید احمد کا
مختصر حال ہے اس کے علاوہ صراطِ مستقیم کے دیگر تلخیصات بھی اس کتاب
میں مرقوم ہیں۔

مختصر یہ کہ سید احمد کی شہرت اطرافِ ہندوستان میں پھیل گئی اور
خلفاء و مریدین کا نور ظاہر ہوا اور اس کے بعد لمبے چوڑے اور بہت سے دعوے
کئے اور مناقب ذکر کرنے میں افراط و غلو سے کام لیا۔ دراصل (ایسی خرافات
سے) اپنے رسالہ کا دیباچہ تیار کرنا مقصود تھا نیز ادعائے نبوت اور سابقہ
کاملین پر تفوق اور جملہ انبیاء و اولیاء پر تفضیل اور ایسی ہی دیگر خرافات پر وہ
کتاب مشتمل تھی۔

جناب شاہ عبدالعزیز صاحب نے اس دوران داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔
ان دوروں کے دوران مولوی اسمٰعیل کی نظر سے نجدیوں کی کتاب التوحید گزری

تو تقاضائے کل جدید لذیذ مولوی صاحب نے وہ کتاب پسند کی۔ اس کتاب کے مضامین کا پرچار شروع کر کے نجدیت کا جھنڈا گاڑ دیا۔ کتاب مذکور میں تصرف کر کے اس کا نام تقویۃ الایمان رکھ دیا اور اس کا ہندی میں ترجمہ کیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ واعظین اور خلفاء وغیرہ کی نشر و اشاعت سے مذہبی تعصب بڑھ گیا اور لڑائی جھگڑے شروع ہو گئے۔

سیاہ اوراق امت مرحومہ کی تکفیر و تفسیق اور سب و شتم اور قابل احترام چیزوں کی بے حرمتی اور انبیاء و اولیاء کی توہین کے ساتھ اس کتاب کے اوراق سیاہ تھے

یہی بے ہودہ باتیں تقاریر کا موضوع ہو تیں اور یہ کتاب جس کے ہاتھ لگی اس نے مجلس وعظ گرم کی۔ من گھڑت اور بے سند مسائل لوگوں کو بتائے جاتے۔ بلادِ شرقیہ کے نابلد اور دل کے اندھے باشندے جو تفسیر و حدیث میں ناتجربہ کار اور اس فن کی کتابوں سے ناواقف تھے اور شاہ صاحب کے خاندان پر اعتماد کرتے تھے ان سے بہتوں کو گمراہ کیا اور جو لوگ ان کے پھندوں سے بچ نکلے وہ لوگ یہ سوچتے کہ کیسے ممکن ہے کہ اکابر سلف و خلف تو کافر ہوں اور اسلام فقط اس نئے مذہب میں منحصر ہو جیسا کہ خود مولوی اسمٰعیل کچھ عرصہ پہلے مسلکِ سلف کے راہ رو تھے۔

جب پھیلتے پھیلتے اس دین کی خبر دہلی تک پہنچی تو شاہ عبدالعزیز کے ہزاروں شاگردوں اور مریدوں اور صحبت یافتہ علماء نیز مولوی رفیع الدین و مولوی عبدالقادر نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

جو باتیں بادشاہا اساتذہ کے سامنے اور جناب شاہ صاحب کی معیت میں موجب خیر و برکت اور باعثِ ثواب جانے جاتے اور فتویٰ دے کر لوگوں کو ان کی تعلیم دی جاتی کس وجہ سے اس سفر میں کفر و شرک بن گئے۔

مجلس مناظرہ اسی سلسلہ میں ۲۹ ربیع الثانی ۱۲۴۰ھ کو مولوی رشید اللہ خان مرحوم نے مولوی رفیع الدین مرحوم کے ہر دو صاحبزادگان مولوی مخصوص اللہ و مولوی موسیٰ و دیگر اہلِ علم کے ساتھ متفق ہو کر جامع مسجد میں مجلس مناظرہ منعقد کرائی اور مسائلِ متنازعہ فیہا میں مولوی عبدالحی اور مولوی اسمٰعیل کو کما حقہٗ عاجز اور مغلوب کیا اور لوگوں پر ان کی غلطی ظاہر ہوئی۔

مفتی صدرالدین محمد خان صاحب بغرضِ اصلاح مولوی اسمٰعیل کو راہِ راست پر لائے۔ مذہبی تعصب جو پہلے مجالس میں شدت اختیار کر چکا تھا۔ اب تاویل و تقیہ کی وجہ سے نرم ہونے لگا۔

اس کے بعد یہ لوگ جہاد کے سلسلہ میں افغانستان جا نکلے اور سید احمد کو امیر المؤمنین کا لقب دے کر افغانی قوم کو سید احمد کے کرامات اور بے شمار پیشین گوئیاں بتلا کر انھیں اپنا ہمنوا کیا مثلاً یہ کہ فلاں سال فلاں مہینہ کی فلاں تاریخ کو امیر المؤمنین کے دستِ خاص سے شکست کھائیں گے۔ اور فلاں سال امیر المومنین لاہور کی جامع مسجد میں نمازِ عید ادا کریں گے اور فلاں ملک ہمارے تصرف میں ہو گا۔ قوم نصاریٰ فلاں سال کو ہندوستان سے نکال دیئے جائیں گے۔ وغیرہ۔

اس کے بعد جب نوبت جنگ تک پہنچی اور دونوں صفیں آمنے سامنے ہوئیں۔ گولہ باری شروع ہوئی تو امیر المؤمنین میدانِ جنگ چھوڑ کر سکھوں کے مقابلہ کی تاب نہ لا کر بھاگ نکلے اس کے بعد پشاور کے مخالفین سے مل کر اہلِ پشاور مسلمانوں کو خوب لوٹا اور کشت و خون کیا۔

اس کے بعد پنجتار کے افغانیوں کو بعض کو بذریعہ وعظ اور بعض کو بذریعہ جہاد تابع فرمان کیا ان لوگوں کی وساطت سے کافی دولت جمع کر کے پھر بے چارے

مسلمانوں پر مظالم ڈھانے شروع کر دیئے۔

ان علاقوں کے رئیسوں اور دانش مندوں نے اصلاح کی ہر چند کوشش کی مگر ناکام رہے۔ بالآخر مجبور ہو کر ان کو اپنا حاکم مقرر کیا اور سکھوں کے خلاف جہاد کے لئے تیار ہو گئے۔ اس لڑائی کے دوران سید احمد لاپتہ ہو گئے تلاش بسیار کے باوجود ان کا نام و نشان تک نہ ملا۔ ان کے مریدین قیاس آرائیاں کرنے لگے کچھ تو کہنے لگے کہ انھوں نے فتح و کامرانی کا جو وعدہ کیا تھا خود آ کر اس کا ایفاء کریں گے۔ بعض نے کہا کہ فلاں پہاڑ پر زندہ موجود ہیں مگر مخلوق سے پوشیدہ ہیں خواص و عوام سے جس پر چاہتے ہیں ظاہر ہوتے ہیں۔ الغرض سید احمد اور مولوی اسمٰعیل کے مرنے کے بعد یہ ہنگامہ فرد ہوا اور اس دین کی بنیادیں کمزور ہوئیں۔ مصنف فرماتے ہیں کہ اب کتاب تقویۃ الایمان ناپید ہے مگر اس کے ایک سو چالیس مسائل ویسے ہی مشہور ہیں جیسے کے تھے۔ مائۃ مسائل اور اربعین کے پردہ میں اس مکروہ فکر کی اشاعت ہو رہی ہے۔

یہ ہندوستان کے وہابیوں کا آغاز و انجام ہے۔

عجیب معجون

واضح ہو کہ عرب کے نجدی انبیاء و اولیاء کے ساتھ بغض و عناد رکھتے تھے مگر فقہ او اہلِ فقہ سے کسی قسم کی خصومت نہ رکھتے تھے ائمہ اربعہ میں سے کسی امام کی تقلید کو ضروری سمجھتے لیکن ہندوستان کے وہابیوں کی بہت ہی عجیب قسم کی معجون تیار ہوئی۔

بوارق کے مصنف نے فرقہ ظاہریہ کے متعلق بیان جاری رکھتے ہوئے بتایا کہ داؤد بن علی اصفہانی جو جلیل القدر محدّث تھا وسوسہ شیطانی میں آ کر خلقِ قرآن کا قائل ہو بیٹھا اور اسے حادث کہا نیز رد آیا س پر اس نے قلم اٹھایا چونکہ اس وقت متکلمین اور علماء کاملین بڑی کثرت کے ساتھ موجود تھے ان کے اہتمام اور مساعی جمیلہ سے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قربِ عہد کی برکت سے

اس کا فتنہ جلد دب گیا۔ ۲۷۰ھ میں اس جہاں سے رخصت ہوا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد ابنِ حزم ظاہری بنو امیہ کے عہد میں ظاہر ہوا جس نے بنو امیہ کی امامت کو حق سمجھ کر ان کے موجودہ اور گزشتہ بادشاہوں کے ساتھ اپنی فرطِ عقیدت ظاہر کی۔

لوگوں پر اگرچہ اس کے فاسد خیالات اور غلط اعتقادات ظاہر ہو گئے مگر وہ اپنے غلط عقیدے پر تا دمِ مرگ قائم رہا اور ۴۵۶ھ میں فوت ہوا اس کی علمی لیاقت اس کی کتابوں سے ظاہر ہے۔

اس وقت کے اکابر علماء نے ابن حزم کے ان غلط اوہام کو بڑی خوبی کے ساتھ رد کیا۔ ائمہ کبار کے حق میں اس کی بدگوئی، بے ادبی اور گستاخی محتاجِ بیان نہیں۔ حجاج شقی کا ظلم اور ابنِ حزم بد بخت کی بدگوئی زبان زدِ عوام ہیں۔

اباحۃ مزامیر میں اس نے رسالہ تصنیف کیا جس میں اس نے نہایت غلو و افراط سے کام لیا اور حرام جاننے والوں کو کافر کہا بلکہ اباحت کی حد سے گزر کر استحباب کے درجہ پر لا کھڑا کیا۔

ابنِ قیم کے علاوہ اس کے دیگر شاگردوں نے اس کی تائید کی اور کمینگی کے قدم بہ قدم عجیب کتابیں تصنیف کیں۔

دریدہ دہن

۷۰۵ھ میں ابنِ تیمیہ نے دعویٰ کیا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا حرام ہے اور چونکہ یہ سفر معصیت ہے اس لیئے اس دوران نماز میں قصر بھی جائز نہیں۔ اس کمینے نے ایسی زبان درازیاں کیں جنہیں سُن کر طبیعتیں نہایت متنفر ہوتی ہیں۔

ایسی بے ادبانہ گفتگو کی وجہ سے اس دریدہ دہن کو خارج از اسلام ہونے کا داغ ملا نیز اس ملحدانہ عقیدہ کی رُو سے بھی خداوند قدوس و برتر دیگر

اجسام کی طرح ایک جسم ہے۔ خصوصی طور پر اس عقیدے کے اظہار میں ایک رسالہ تصنیف کیا جس میں اہل سنت والجماعت کے عقیدے کا رد کر کے منکرین جہت کو گمراہ گردانا۔

خلفائے راشدین کے حق میں تحقیر اور توہین آمیز اعتراضات کیئے فقہ میں ائمہ مجتہدین کی زبردست مخالفت کی اور اس مجموعے کا نام صراطِ مستقیم رکھا۔ جاہلوں اور فاسقوں میں سے بعض بد اطوار شریروں نے اس کا ساتھ دے کر بلادِ اسلامیہ میں ایک ہنگامہ برپا کیا۔

علمائے ربانی | اس وقت کے علمائے ربانی اور فضلائے حقانی نے خصوصی توجہ فرما کر ان کے باطل اوہام کا ازالہ کیا اور یہ فیصلہ برسرِ منابر اور چوراہوں پر علی الاعلان سنوایا گیا کہ جو شخص ابنِ تیمیہ کی اتباع کرے گا اُسے عبرت ناک سزا دی جائے گی۔

ابنِ تیمیہ کو قید کر دیا گیا۔ ۷۰۷ھ میں اپنے عقائدِ باطلہ سے تائب ہو کر رہائی حاصل کی۔

رہائی پانے کے بعد اولیائے کرام اور مشائخِ طریقت کے خلاف دل آزار گفتگو شروع کی اور نبیٔ رحمت شفیع امت صلی اللہ علیہ وسلم کے توسّل کا انکار کیا جس کی پاداش میں دوبارہ قید کر دیا گیا۔

دولتِ تاتریہ کے دور میں خلاصی پا کر ملک شام جا نکلا جہاں اپنے کارناموں کی بدولت پھر قید خانۂ دمشق میں جا پہنچا۔

منادی کے ذریعے ببانگِ دہل اعلان کرایا گیا کہ جو شخص بھی ابنِ تیمیہ کا سا عقیدہ رکھیگا اس کا جان و مال حلال ہوگا۔

اس نوبت کے بعد یہ فتنہ فرو ہوا۔

کلماتِ خبیثہ | اس کے کلماتِ خبیثہ میں سے ہے کہ ابوبکر و عمر خلیفہ بنے اور اللہ جل شانہٗ نے

خلیفہ کی اطاعت کا حکم کیا ہے اور خلیفہ کی اطاعت اللہ اور رسول کی اطاعت ہے۔ خلیفہ کی نافرمانی اللہ و رسول کی نافرمانی ہے اور جس نے خلیفہ کے امر و حکم کو ناپسند کیا اس نے گویا اللہ کے امر کو ناپسند کیا۔ علی اور فاطمہ نے اللہ کے حکم کو رد کیا اور اس کے حکم کو ناپسند کیا اور جس بات کو اللہ تعالیٰ نے پسند کیا انھوں نے اسے مکروہ جانا کیوں کہ اللہ تعالیٰ اپنی اور اپنے خلیفہ کی طاعت کو پسند کرتے تو جس نے خلیفہ کی طاعت کو ناپسند کیا اُس نے خدا کی پسندیدہ بات کو مکروہ جانا اور اللہ پاک خلیفہ کی معصیت سے غضب ناک ہوتے ہیں تو جو شخص خلیفہ کی معصیت کے تابع ہوا وہ اللہ کی ناپسندیدہ چیز کے تابع ہوا اور اس کی پسندیدہ چیز کو مکروہ جانا۔

یہ اس کے کلماتِ خبیثہ ہیں جو اس کی اور اس کے مداحوں کی خباثت کے لیئے کافی ہیں۔

حجۃ اللہ البالغہ | شاہ ولی اللہ نے جب اس کی کتابوں کا مطالعہ کیا تو اس کی باتوں سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے جس کا پتہ اس کی تصانیف سے چلتا ہے لیکن بعض مقامات میں اس کی مخالفت بھی کی ہے۔ چنانچہ انتباہ میں لکھا ہے کہ معلوم ہو کہ فقیر بالاستقلال کسی امام کا مقلد نہیں کیوں کہ میرا مطمحِ نظر مقصدِ شارع کی معرفت اور اتباعِ شریعت ہے۔

مجتہدین اور محدثین کو فقط دین کا راوی سمجھتا ہے تقلید کا قائل نہیں۔ فقہاء کی طرح ایک قول کی تخریج کر کے دوسرے قول پر عمل کو اچھا نہیں سمجھتا جیسا کہ قرونِ اولیٰ میں تھا۔ متاخرین علماء میں سے ایک جماعت اس باب میں متردد ہے۔

جن مسائل میں تردد ہو اس وقت بعض ائمہ کے اقوال کو بعض مسائل پر ترجیح دیتا ہے۔ متاخرین کے تکلفاتِ باردہ کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتا۔ جن مسائل کی سند ہو ان پر خوشی اور جو اقوال بغیر سند کے ہوں ان پر چشم پوشی کا قائل نہیں۔

خلاصہ یہ کہ جو کچھ بھی شاہ ولی اللہ نے لکھا ہے یہ سب باتیں اہلِ سنت والجماعت کے خلاف ہیں۔ تحفہ اثنا عشریہ میں ان سب اعتراضات کے جوابات کافی وافی موجود ہیں بلکہ خود شاہ ولی اللہ کی اپنی دیگر تصانیف میں اقوالِ مذکورہ کی تردید موجود ہے۔

دراصل دہلی میں علمائے اعلام کی موجودگی اور حکومتِ اسلامیہ کے زیرِ اثر ہونے کی وجہ سے ان خیالات کی اشاعت نہ ہو سکی۔ شاہ ولی اللہ کی اولاد امجاد نے اپنے باپ کی ان عریاں باتوں کو معرض خفا میں رکھا۔

تیزئ طبع | تا آنکہ مولوی اسمٰعیل نے تیزئ طبع کی وجہ سے حکومتِ اسلامیہ اور علمائے اسلام کی معدومیت سے فائدہ اٹھا کر ان باتوں کی تشہیر کی اور اپنے شور وفغاں بے ہنگام سے خاکستر میں چھپی ہوئی اِس چنگاری میں آگ لگا دی اور زمین میں چھپے ہوئے بیج پر پانی ڈال دیا بیج جتنا اچھا ہو پودا اتنا بہتر ہوتا ہے کے تحت ائمہ کرام اور ان کے مقلدین کو اپنی ملامت کا نشانہ بنا کر عوام کالانعام کو بے لگام کر دیا۔ تنویر العینین میں لکھا ہے کہ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صریح روایات کے ہوتے ہوئے کسی امام کی تقلید اس قول میں کیوں کر صحیح ہوگی جو ان روایاتِ صریحہ کے بالکل مخالف ہو تو جو شخص امام کی تقلید کرے گا وہ شرک سے خالی نہ ہوگا۔

نیز بوارق میں لکھا ہے کہ اسمٰعیل کے مرنے کے بعد اسمٰعیلیہ فرقہ کئی فرقے ہو گیا ان میں سے ایک فرقہ تو وہ تھا جو اسمٰعیل کے قدم بہ قدم چلا ظاہریہ اور وہابیہ کا جامع دوسرا فرقہ ظاہریہ ہے جو وہابیت پر غالب ہے کلکتہ سے لے کر بنارس تک گویا اس فرقہ کی ولایت ہے۔

تیسرا فرقہ وہ ہے جو فقط وہابی ہے اور ظاہریہ سے بیزار ہے اس وقت

شاہجہان آباد میں اسمٰعیلی فرقوں میں سے فقط یہی فرقہ موجود ہے۔

بے وقوفی | چوتھا فرقہ وہ ہے جو ظاہریہ اور وہابیہ کے عقائد سے دور ہے اور اعمال و عقائد میں اہلِ سنت کے موافق۔ خرابی اس فرقہ میں یہ ہے کہ اختلاف امتی رحمۃ کے تحت اسمٰعیلی فرقہ کو حق سمجھ کر ان کے اختلاف کو رحمت قرار دیتا ہے حالانکہ یہ ان کی پرلے درجہ کی بے وقوفی اور کم عقلی ہے کیوں کہ جو اختلاف رحمت ہے اُس میں اور اس میں آسمان و زمین کا فرق ہے۔

نیز بوارق میں ہے کہ اسمٰعیلیہ کے نزدیک تصدیق کی طرح اعمال و افعال بھی حقیقت ایمان میں داخل ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ مسئلہ خارجیوں اور معتزلیوں کے عقائد سے لیا گیا ہے جن سے اِس نئے فرقہ کی ابتدا ہوئی۔ یہ مسئلہ مذہب نجدیہ میں اور تقویۃ الایمان کے تمام مسائل کا اصل الاصول اور نہایت عمدہ مسئلہ ہے۔

بعض مسائل ایسے ہیں جو اہل سنت بلکہ کل امت کے نزدیک اختلافی یا اتفاقی طور پر حرام یا مکروہ تنزیہی یا مستحب یا مباح یا سنت ہدی یا سنتِ زائدہ ہیں ان کے نزدیک وہ سب کے سب اصل مذکور کے تحت کفر ہیں۔ اہل سنت کے نزدیک اصل مذکور بالکل بے بنیاد اور غلط ہے کیوں کہ جمہور اہل سنت کے نزدیک تصدیق بالقلب رکن ایمان ہے اور اقرار دنیا میں اجرائے احکام کے لئے فقط شرط ہے۔ بعض علماء کے نزدیک تصدیق و اقرار دونوں کا نام ایمان ہے مگر اقرار سقوط کا متحمل ہے جیسا کہ حالتِ اکراہ میں۔

شرح عقائد نسفی میں لکھا ہے کہ ایمان تصدیق و اقرار کا نام ہے۔ یہ علماء کا مذہب ہے۔ شمس الائمہ اور فخر الاسلام نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ مگر محققین کی بڑی جماعت اِس طرف مائل ہے کہ ایمان فقط تصدیق کا نام ہے۔

اور اقرار اجرائے احکام کے لئے شرط ہے کیوں کہ تصدیق بالقلب باطنی امر ہے توجس نے تصدیق کی اور اقرار باللسان نہ کیا تو وہ عند اللہ مؤمن ہے اگرچہ احکامِ دنیا میں مؤمن نہیں اور جس نے زبان سے تو اقرار کیا مگر منافق کی طرح دل سے تصدیق نہیں کی تو وہ اگرچہ احکام دنیا میں مؤمن ہے مگر عند اللہ وہ شخص کافر ہے۔

ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کو اختیار کیا ہے ، نصوص بھی اسی قول کے مؤید ہیں۔

خلاصہ | یہ ہے کہ اہلِ سنت کے نزدیک عمل ایمان کی حقیقت میں داخل نہیں تو عدمِ عمل کی صورت میں ایمان کی نفی نہ ہوگی۔ کہیں کہیں ایمان کا اطلاق اگر اعمال پر کیا بھی گیا ہے تو وہ مجازاً ہے۔ عرفِ عام میں اعمال اجزائے ایمان سمجھے جاتے ہیں اِس وجہ سے بھی اِن پر ایمان کا اطلاق کیا جاتا ہے، لیکن جزو کی معدومیت سے اصل چیز کا معدوم ہونا لازم نہیں آتا۔ چنانچہ عرف میں ناخن اور بال انسان کے اور پتے درخت کے اجزاء ہیں مگر ان اجزاء کے معدوم ہونے سے انسان اور درخت کا معدوم ہونا لازم نہیں آتا۔

شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ نے سفر السعادۃ میں لکھا ہے کہ علماء محدثین سے یہ بات مشہور ہے کہ ایمان تین چیزوں کا نام ہے۔

۱۔ تصدیق ۲۔ اقرار باللسان ۳۔ عمل بالارکان

تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد ایمانِ کامل ہے اور عمل کمالِ ایمان کی شرط ہے نہ اصل ایمان کی۔

یہ توہّم کہ ان محدثین کا مذہب اہلِ سنت کے مخالف اور معتزلہ کے موافق ہے بالکل غلط ہے کیوں کہ انھوں نے خود اس بات کی تصریح کی ہے۔

اہلِ سنت کے نزدیک مرتکب کبیرہ کا مؤمن ہوتا ہے برخلاف خوارج کے

کہ ان کے نزدیک وہ کافر ہو جاتا ہے اور معتزلہ کہتے ہیں کہ وہ نہ کافر ہوتا ہے اور نہ مؤمن رہتا ہے بلکہ وہ فاسق ہے۔

معتزلہ اس آیت سے استدلال کرتے ہیں (وما یؤمن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون) اور نہیں ایمان لاتے اکثر ان کے مگر اس حال میں کہ وہ مشرک ہوتے ہیں۔ آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایمان اور شرک جمع ہو سکتے ہیں حالانکہ یہ بالکل غلط ہے کیوں کہ توحید جملہ احکامِ اسلام سے ہے توجس نے من جملہ احکامِ اسلام کی تصدیق کی وہ کیوں کر مشرک ہو سکتا ہے۔

جواب | باقی رہا آیت کا جواب تو وہ یہ ہے کہ یہاں ایمان سے مراد تصدیق (اصطلاحی) نہیں شارح مواقف نے اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ لغت میں ایمان مطلق تصدیق کو کہتے ہیں اور شریعت میں ایمان ان احکام کی تصدیق کو کہتے ہیں جن کا دین سے ہونا بداہۃً معلوم ہو تو جو ایمان آیت میں مذکور ہے اس سے مراد لغوی ایمان ہے۔

•

الغرض نجدیوں نے جن آیات واحادیث سے استدلال کیا ہے ان سب کے جوابات نقل کئے ہیں نیز صاحبِ بوارق نے لکھا ہے کہ ایمانِ حقیقی وہ ہے جس پر احکام اخروی مرتب ہوتے ہیں اور یہی محل تشرع ہے نہ ایمان ظاہری جو منافق کو بھی شامل ہے شارح مواقف نے اسی قول کو صحیح قرار دیا ہے **تبرائی** بوارق میں لکھا ہے کہ نوپید فرقہ کا عجیب حال ہے اور ان کی باتیں نہایت متضاد ہیں کبھی تو کتب فقہ پر تبرا کرتے ہیں اور کبھی بوقت مصلحت انہیں بطور حجت پیش کرتے ہیں اور کفر کے باب میں کتب فتاوی کو معتبر سمجھتے ہیں اور انہیں اپنے لئے عمدہ دلیل تسلیم کرتے ہیں۔

مؤلف رسالہ ہذا فرماتے ہیں کہ اختصار کے ساتھ یہاں تک صاحبِ بوارق کی بات ختم ہوئی اگر کوئی چاہے کہ وہابیوں اور اسمٰعیلیوں کے دیگر خرافات اور ان کے جوابات سے اطلاع پائے تو اسے چاہیئے کہ بوارق محمدیہ کا مطالعہ کرے کیونکہ اس میں وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ وما ذبح على النصب اور نذرِ اولیاء، تعظیم مقابر ومشاہد، تبرکات انبیاء واولیاء نیز شرط فی العبادۃ والاستعانت شرک فی الصفات والتصرفات، علم غیب اور سجدہ وطواف غیر کعبہ کا معنی انبیاء واولیاء کی ارواح کا حضور اہلِ قبور کا علم اور ان سے استعانت ان کے علاوہ اور بہت سے مسائل میں بڑی دقیق تحقیق ہے اس رسالہ میں ان باتوں کی گنجائش نہیں۔ نجدیوں کی تردید میں علماء مکہ نے ایک رسالہ لکھا ہے جس کی ضخامت قرآن پاک کے پارہ کے برابر یا اس سے تھوڑی سی کم یا بیش ہے۔ نجدیوں کے قول کو قال النجدی اور علمائے مکہ کے قول کو قالوا کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ **علمائے مکہ** رسالہ کے ابتداء میں ہے قال علماء مکۃ اما بعد، محرم روز جمعہ بوقت چاشت ۱۲۲۳ھ کو ایک روز [illegible] نجدیوں کا ایلچی آیا تو علمائے مکہ کا باب کعبہ کے قریب اجتماع ہوا تاکہ اس کتابچہ کا مطالعہ کریں اور اسکے گمراہ کن مضامین کا رد کریں۔ میرا نام احمد بن یونس بالعلوی ہے میں اس وقت کتابت کے فرائض انجام دے رہا ہوں۔ علماء رحمہم اللہ نے فرمایا نجدی کہتا ہے کہ اس وقت دنیا میں ہر جگہ کفر و شرک کا پرچار ہے اور اللہ کا وعدہ پورا ہو چکا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (ترجمہ) اور نہیں لاتے انمیں سے اکثر اللہ کے ساتھ مگر اس حال میں کہ وہ شرک کرتے ہیں۔

علماء نے فرمایا کہ نجدی کے اس قول میں کئی مفاسد ہیں الخ یہ اس کتابچہ کا شروع ہے۔ اس کے آخر میں لکھا ہے کہ جو کچھ ہم باب الشرک میں لائے ہیں یہ اس کا اختتام ہے اور جو اس سے زیادہ تفصیل کا طالب ہو تو وہ ہماری کتب کبیر اور فصول اور دیگر رسائل جو علیحدہ علیحدہ مسائل میں لکھے گئے ہیں ان کا مطالعہ کرے۔ آگے لکھا ہے کہ ہم نے چاروں اقسام کی جو جزئیات ذکر کی ہیں وہ سب شرک اکبر ہیں ان سے اجتناب واجب اور ان کی وجہ سے حل و حرم میں قتل کرنا ضروری ہے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ سے جہاد کیا بلکہ آج کل کے مشرک مشرکین مکہ سے ایک دو قدم آگے ہیں کیوں کہ مشرکین مکہ مصیبت کے وقت فقط خدا کو پکارتے مگر آج کا مشرک خوشی اور مصیبت میں انبیاء و مشائخ کو پکارتا ہے لیکن اس پر تعجب اس لئے نہیں کیوں کہ ان کے آباء و اجداد مشرک تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق یہ سب کے سب ان کے دین کی طرف لوٹ گئے ہیں اس کے علاوہ دیگر معاصی میں حدود و تعزیرات ان پہ قائم کرنا ضروری ہیں جیسا کہ شریعت میں تمام بدعات کے متعلق حکم وارد ہوا ہے کیونکہ بدعتیں شرکِ اکبر کے تابع ہیں۔

جب اس کتابچہ کا باب الشرک تمام ہوا تو علماء کرام نے نمازِ عصر کی تیاری شروع کی جب نماز عصر سے فارغ ہوئے تو دوسرے باب میں نظر کرنے کو تیار تھے کہ اچانک طائف کے مظلومین میں سے ایک گروہ نے مسجد حرام میں داخل ہو کر نجدیوں کے مظالم سنوائے اور یہ کہ اب وہ ظالم حرم میں داخل ہو کر قتل و غارت کرنا چاہتے ہیں یہ سن کر تمام لوگوں میں اضطراب اور قیامت کا سا سماں پیدا ہو گیا۔ اسی وقت تمام علماء منبر کے گرد جمع ہو گئے ابو حامد نے منبر پر کھڑے ہو کر نجدیوں کی اس منحوس کتاب کو پڑھا اور میں نے علماء کرام

کے جوابات پڑھ کر سنائے۔

اس کے بعد ابو حامد نے مکہ مکرمہ اور حج پر آئے ہوئے عالم اسلام کے تمام علماء، مفتیوں اور قاضیوں کو جنہوں نے نجدیوں پر کفر کا فتوٰی دیا تھا۔ مخاطب ہو کر کہا کہ امیر مکہ پر اس وقت ان کے خلاف جہاد واجب ہے اور تمام مسلمانوں پر امیر کا تعاون ضروری ہے تو جو شخص بلا عذر اس جہاد میں شریک نہ ہوا تو گنہگار ہوگا اور جو ان کے ساتھ لڑائی کرے گا وہ غازی اور جو ان کے ہاتھوں مارا جائے گا وہ شہید ہوگا۔

تمام لوگوں نے اس بات پر اتفاقِ رائے دیا اور فتوٰی تحریر ہوا جس پر تمام علماء نے دستخط کئے۔ مغرب کے بعد امیر مکہ کی طرف روانہ ہوئے وہاں جا کر یہ رائے پاس ہوئی کہ صبح سویرے حدودِ حرم سے نکل کر لشکرِ اسلام ان پر حملہ آور ہوگا، اس کے بعد ہر شخص اپنی استعداد کے مطابق جہاد کی تیاری میں مصروف ہوا۔ اللھم انصرنا علی القوم الکٰفرین وٰاخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

وہابیوں کے رد میں بے شمار رسالے لکھے گئے ہیں۔

اسمٰعیلیوں کے رد میں بھی علماء نے نہایت شاندار رسالے تحریر کئے ہیں جن میں آیات واحادیث آثارِ صحابہ اقوالِ بزرگان دین سے استدلال کیا گیا ہے

عالمِ اسلام کے تمام علماء اس بات پہ متفق ہیں کہ وہابی اور اسمٰعیلی فرقہ اور ان کے پیروکار سب کے سب گستاخ اور بے دین ہیں تمام مسلمانوں اور مومنوں کے مخالف ہیں۔

علمائے مکہ کے چند اور اقوال نقل کرتا ہوں تاکہ سند ہوں۔

قال النجدی: تجھے مذکورہ باتوں کی صداقت میں ہمارا پیشوا شیخ تقی الدین

ابنِ تیمیہ کافی ہے اور وہ لوگ جنہیں اس کی اتباع نصیب ہوئی۔

قالوا: تیرے ملعون ہونے کے لئے ابنِ تیمیہ کم بخت کی پیروی کافی ہے جس نے ہم عصر علماء کو گمراہ کر کے قید و بند کی صعوبتوں سے دوچار کرایا۔ اس کی لغویات کی وجہ سے حکومتِ وقت نے اعلان کیا کہ جو اس کا سا عقیدہ رکھے گا اس کے ساتھ مرتد جیسا سلوک کیا جائے گا۔

قال النجدی او دیوانو! وہ ذات جو ہر وقت تمہارے ساتھ ہے اُسے نہیں پکارتے۔ وہ کونسی ضرورت ہے جو تمہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لاتی ہے۔

اس کے جواب میں علماء نے یہ آیت تلاوت کی۔ ترجمہ (اور اگر وہ لوگ جب کہ ظلم کرتے ہیں اپنی جانوں پر آئیں تمہارے پاس (الخ) تو گویا نجدیوں نے خدا تعالیٰ پر اعتراض کیا۔

قال النجدی: ترجمہ قل انما ادعوا الخ (اور بے شک مساجد خدا کے لئے ہیں بس اللہ کے ساتھ کسی کو مت پکارو اور بے شک شان یہ ہے جب کہ کھڑے ہوئے عبداللہ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو قریب تھے کہ ہو جائے گی ان پر حلقے حلقے۔ کہہ دو کہ سوائے اس کے نہیں کہ پکارتا ہوں میں پروردگار اپنے کو اور نہیں شریک کرتا میں اس کے ساتھ کسی کو)

اس آیت سے جو مسائل اخذ ہوتے ہیں وہ یہ ہیں غیر اللہ کے لئے قیام کرنا اور غیر اللہ کو ندا کرنا اسی طرح کسی کے اسم کا ورد کرنا سب کفر اور شرک ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس تعظیم کو اپنے لئے خاص کیا ہے

علماء نے فرمایا کہ اس ملعون کو دیکھئے کہ خدا تعالیٰ پر کس طرح افترا کر رہا ہے۔

اللہ جل شانہ نے تو آیت میں قیام عبداللہ کو حکایۃً ذکر کیا ہے تو اس میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعظیم کی تخصیص کہاں ہوئی۔ جب تخصیص نہ ہوئی تو شرک کا قول کیوں کر صحیح ہوگا۔

اندھا نجدی اندھے نجدی کو حکایۃً ذکر کی ہوئی بات اور تخصیص کے درمیان فرق محسوس نہیں ہو سکا آیت مذکورہ میں دعاء عبادت کے معنی میں ہے پکارنے کے معنی میں نہیں۔ یہی بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے اور تمام مفسرین کا اس پر اتفاق ہے تو دعا کیسے شرک ہوئی؟

باقی نجدی نے تخصیص تعظیم لنفسہٖ تعالیٰ کا جو قول نقل کیا ہے وہ محض دعویٰ ہے۔ اس آیت کے ساتھ اس کا دور کا بھی تعلق نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ نجدی نے نشہ کی حالت میں یہ بات کہہ دی ہے۔

قال النجدی: (او فسقا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ)

مراد اس سے وہ سب چیزیں ہیں جو کسی نبی یا ولی کے نام پر دی جائے تو ایسی چیز بالکل حرام اور خنزیر کی طرح نجس ہو جاتی ہے۔

اس سے مراد وہ جانور نہیں جس پر بوقت ذبح غیر اللہ کا نام لیا جائے کیوں کہ ایسا معنی لینے میں قرآن کی تحریف اور جمہور مفسرین کی مخالفت لازم آتی ہے۔

قالوا: جس نے یہ بات لکھی ہے وہ پرلے درجے کا جھوٹا ہے کیوں کہ جمہور مفسرین نے (اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ) کا معنی ذُكِرَ اسْمُ غَيْرِ اللّٰهِ عِنْدَ ذَبْحِهٖ) لکھا ہے تو گویا اس کذاب نے دو تحریفیں کیں۔ (ایک تو آیت کا معنی غلط کیا دوسرا جمہور مفسرین کی رائے غلط بتائی)

جو شخص ہماری صداقت دیکھنا چاہے وہ اہل سنت کی کتب تفسیر کر رہا ہے

دیکھ لے امام علی واحدی نے (اُهِلَّ لِغَيْرِ اللهِ بِهٖ) کا ترجمہ لکھا ہے ذُبِحَ لِلْاَصْنَامِ وَذُكِرَ عَلَيْهِ اسْمُ غَيْرِ اللهِ) یعنی جو جانور بتوں کے نام پر ذبح کیا جائے اور اس پر غیر اللہ کا نام ذکر کیا جائے اور کہا کہ یہ قول تمام مفسرین کا ہے۔

مؤلف رسالہ ہذا فرماتے ہیں کہ اب ہم مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے علمائے اعلام کے مہر کردہ فتاویٰ نقل کرتے ہیں جس میں انھوں نے اسمٰعیل اور عبدالوہاب اور ان کے پیروکاروں پر کفر و الحاد کا حکم کیا اور ان کی کتاب تقویۃ الایمان کا نام تخریب مذہب الایمان رکھا اور اس کتاب کے نقوش کو مٹا دینا ضروری قرار دیا۔ اور جو لوگ ان کی شکلوں پر بھول کر ان کی طرف کفر کی نسبت کو جائز نہیں سمجھتے یہ ایسے ہے جیسے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد ضرار کے بانیوں پر نفاق کا حکم کیا تو اس فیصلہ کو بعض مسلمانوں نے تعجب کی نگاہ سے دیکھا جیسا کہ تفاسیر میں یہ واقعہ مذکور ہے۔

مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے علاوہ عرب ممالک ہندوستان اور خراسان کے علماء جب ان کے افعال و اقوال اور احوال سے آگاہ ہوئے تو ان پر کفر و الحاد ارتداد اور نفاق کا حکم کیا۔

دشمنِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم علامہ عبد اللہ چشتی خراسانی ایک رسالہ میں لکھتے ہیں کہ اس دجال (اسمٰعیل) کی گفتگو کا خلاصہ انبیاء و اولیاء کے حق میں محض سب و شتم اور ان کے پاک فرامین پر طنز و استہزاء ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ جل شانہ نے جو رفعت شان عطا فرمائی تمام مخلوق میں کسی فرد کو وہ رفعت نصیب نہیں ہوئی لیکن یہ گستاخ تو

گویا آپ کی رفعت شان کا دشمن ہے۔

دشمنِ خدا تو یہ دجال اور اس کے تمام معاونین ملعون اور خدا بزرگ و برتر کی رحمت سے دور اور ایمان کی حلاوت سے محروم ہیں۔ درختوں کے پتوں صحراؤں اور بیابانوں کی ریت کے ذرات کے برابر اُن پر خدا کی لعنت ہو۔

اس کے دل پر یہ ناپاک خیالات کیسے آئے اور اس کی زبان پر کیسے جاری ہوئے اور اس کی انگلیوں نے لکھنے کی کیسے جسارت کی اور نا معلوم کس شیطان سے یہ سبق پڑھا۔ اس دشمنِ خدا نے ایسی باتیں لکھیں جو آج تک کسی نے نہیں لکھیں۔

اس نے لکھا ہے کہ کسی نبی، ولی یا جن، بھوت کی زیارت کے لئے جانا کفر و ارتداد ہے۔

وجوہِ کفر اس قائل کا الحاد و کفر کئی وجوہ سے ہے۔

۱۔ نبی کو جن بھوت کے ساتھ تشبیہ دینا۔

۲۔ انبیاء علیہم السلام کی زیارتِ مسنونہ خصوصاً زیارتِ آں حضرت سرور کائنات فخرِ موجودات علیہ افضل الصلوات جو بتقریب بہ وجوب ہے بلکہ بعض بزرگانِ دین کے نزدیک اہلِ قدرت پر واجب ہے اس پر شرک کا اطلاق کرنا۔

۳۔ وہ چیز جس کی طرف تھوڑا سا میلان بھی کفر ہے اس کے اور مسنون چیز کے درمیان برابری کرنا۔

۴۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسائیگی جو افضل ترین عبادات اور موجب شفاعت ہے اسے شرک قرار دینا، ایک حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو مدینہ میں مرنے کی استطاعت ہو اسے

مبارک شہر | چاہیئے کہ مدینہ میں مرے کیونکہ مدینہ میں مرنے والے کی میں ضرور سفارش کروں گا اس حدیث کو احمد اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔

اس حدیث میں مجاورت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر برانگیختہ کیا گیا ہے۔ اسی لئے تو امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ دعا کرتے تھے اے بارِ خدایا مجھے شہادت فی سبیل اللہ عطا فرما اور اپنے پیارے نبی کے مبارک شہر میں مجھے موت نصیب فرما۔ پس اللہ پاک نے ان کی آرزو پوری فرمائی۔

اسی طرح امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ محاصرہ کے زمانہ میں اپنے گھر سے باہر نہ نکلے حتیٰ کہ مظلوم ہوکر شہید ہوئے۔

۵۔ اتنی عظیم مجاورت (ہمسائیگی) شیطان اور بھوت کی مجاورت کو ایک جیسا کہنا۔

۶۔ حرمتِ حرم مدینہ جو صحیح حدیثوں سے ثابت ہے بلکہ کتب حدیث میں حرمتِ مدینہ کے متعلق جدا جدا باب ہیں اس پر شرک کا اطلاق۔

۷۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم پاک کو شیاطین کے گھروں کے مساوی کرنا۔

نیز اس نے استخارہ کی تعبیر اور تعلّم اور کشفِ اولیاء کو جنوں، بھوتوں اور جفّاروں کی باتوں سے تشبیہ دی اور انہیں دروغ اور مندر کہا۔

یہ باتیں بھی کفر و ارتداد کی ہیں۔ اگر کوئی اس کے یا اس کے معاونین کے کفر میں تردد کرے تو وہ خود کافر ہے۔

اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ پیغمبر کی تعظیم بڑے بھائی کی طرح ہے۔

اس کی اس بات سے انبیاء علیہم السلام کی زبردست تحقیر پائی جاتی ہے اور یہ سراسر کفر ہے کیونکہ بعض اوقات خصال حمیدہ اور اوصافِ حسنہ کی زیادتی سے

چھوٹا بھائی بڑے بھائی سے بڑھ جاتا ہے تو گویا اس قائل نے خود کو تمام لوگوں پر فضیلت دی، خدا اسے ہلاک کرے۔ قیامت کے روز شفاعت کا مطلق انکار بلکہ اس پر استہزاء کیا۔ حالانکہ بعد ایمان کے ساتھ شفاعت کا پایا جانا ثابت ہے۔

دُم بریدہ | طریقۂ محمدیہ میں لکھا ہے کہ قیامت کے دن شفاعت کرنے والوں کا جو انکار کرتا ہے وہ کافر ہے۔

ایک اور جگہ لکھا ہے کہ اہلِ ہند جب طعام کا ثواب انبیاء علیہم السلام و اولیائے عظام اور جمیع مؤمنین کو بخشنا چاہتے ہیں تو اس سے پہلے فاتحہ اور اخلاص وغیرہ کی تلاوت کرتے ہیں اور تصحیح نیت کے لئے یوں کہتے ہیں۔

(اللّٰھم اوصل ثواب طعامنا وقرائتنا الی روح سید المرسلین وسائر النبیین والاولیاء والصالحین وجمیع المؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات برحمتک یا ارحم الراحمین) اس دُم بریدہ نے لکھا ہے کہ ایسا کرنا اور انبیاء علیہم السلام سے شفاعت کی اُمید رکھنی یہ سب کفارِ مکہ اور ابی جہل کی طرح شرک ہے جو وہ اپنے بتوں کے ساتھ کرتے تھے۔ اس شرک میں یہ سب ابی جہل کے شریک ہیں۔

مصنف فرماتے ہیں کہ جو کچھ اس نے لکھا ہے یہ سب مسلمانوں پر افتراء ہے اس پر قرآن شاہد ہے کیونکہ اللہ جل شانہٗ نے ابوجہل اور کفارِ مکہ کے شرک کو یوں بیان فرمایا ہے۔ (پس انہوں نے کہا یہ چیز اللہ کے لئے ہے اور یہ ہمارے شرکاء کے لئے تو جو چیز ان کے شرکاء کی ہے وہ اللہ کی طرف نہیں پہنچتی اور جو چیز اللہ کی ہے وہ ان کے شرکاء کی طرف پہنچتی ہے۔ بہت برا فیصلہ کرتے ہیں) مسلمانوں کے صدقات تو فقط خدا تعالیٰ کے لئے

وہ کافروں کی طرح تقسیم نہیں کرتے

یہ بھی لکھا کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام اور مؤمنوں کو فاتحہ کا ثواب نہیں پہنچتا۔

مصنف کہتے ہیں کہ یہ آیت جیسے شرک ابوجہل کی تردید کرتی ہے۔ اسی طرح اس کے جھوٹ کا بھی رد کرتی ہے گویا وہ اور یہ ایک دوسرے کے دینی بھائی ہیں کیونکہ یہ کذاب انبیاء علیہم السلام کو بجز شیطان، جن اور بھوتوں کے ذکر نہیں کرتا۔

علمائے خراسان کا فرمان

بعض علمائے خراسان سے میں نے سنا کہ اس کذاب کی شکل سیاہ بھوت کی طرح مسخ ہو گئی تھی۔

اس دشمنِ خدا نے لکھا ہے کہ عبد النبی اور غلام محی الدین اور غلام معین الدین جیسے نام رکھنا بھی شرک ہے کیونکہ مکہ کے مشرک بھی اپنے بتوں کے ساتھ اس طرح شرک کرتے تھے۔

عبارت مذکورہ سے قائل کا مقصود تمام مسلمانوں کی تکفیر ہے کیونکہ ان اسماء کے ساتھ تسمیہ کرنا یا موسوم ہونا یا ان ناموں کے ساتھ پکارنا یہ اس کے نزدیک شرک ہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ اس وقت ہے جب نامبردہ کو عبد۔ غلام یا مملوک قرار دیا جائے حالانکہ یہ معنی نہ عرف میں مراد ہے نہ شریعت میں اور نہ لغت میں بلکہ یہ تو خادموں کے نام ہیں۔

اللہ جل جلالہ نے ایسی اضافتیں قرآن پاک میں کئی جگہ کی ہیں مثلاً (من عبادکم و امائکم) (وما ملکت ایمانکم) اور بہشتیوں کے حق میں فرمایا

(ویطوف علیہم غلمان لہم) ترجمہ ان پر ان کے غلام چکر لگائیں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوہریرہ کو فرمایا۔ یہ تیرا غلام ہے۔

شیخ اپنے مرید یا استاد اپنے شاگرد کا ہاتھ پکڑ کر خوش طبعی کے طور پر کہے کون ہے جو اس بندہ کو خرید لے تو ایسی خوش طبعی جائز بلکہ مستحب ہے۔

جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زاہر بن حرام بدوی کے ساتھ کیا۔

شیخ امام فقہاء و محدثین کے پیشوا شیخ محمد عابد مدنی انصاری خزرجی المعروف سندھی رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ شفائے دل میں ایک سوال کے جواب میں لکھا کہ جو شخص اپنے یا کسی دوسرے کے بچے کا نام عبد النبی یا عبد الرسول یا غلام نبی یا غلام رسول یا غلام احمد یا غلام محمد رکھے اور مقصود اس سے تبرک اور جناب رسالت مآب میں تواضع ہو کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کمال شرافت حاصل ہے تو اس نام نہندہ کو اس کے بدلے اتنا ثواب حاصل ہوتا ہے کہ جس کی حد و انتہا نہیں۔ الخ

دجال کی فریب کاری

اس کے علاوہ اس دجال نے شرک مذکور سے بڑھ کر نہ صرف خود شرک کا ارتکاب کیا ہے بلکہ بقولِ خود اپنے سب ساتھیوں کو مشرک گردانا ہے وہ اس طرح کہ ان کے اصاغر و اکابر ایک دوسرے کے لئے مولانا کا لفظ بہت استعمال کرتے ہیں حالانکہ علمائے ہند آپس میں فقط شیخ یا شاہ کے الفاظ بطور تعظیم استعمال کرتے ہیں ہاں مولانا جلال الدین رومی اور مولانا فخر العلماء المجتہدین قطب الاولیاء والعارفین مولوی فخر الدین محمد دہلوی علوی چشتی رضی اللہ عنہ کے اسمِ گرامی کے ساتھ مولانا کا اضافہ کیا جاتا ہے۔

حقیقت میں مولیٰ اسمائے حسنیٰ میں سے ایک اسم ہے جب کسی دوسرے کو مولانا کہا تو گویا اس کی عبودیت کا اقرار کیا اور خود کو اس کا بندہ اور مخلوق

گردانا پس اسی کے قول اور حکم سے اس کی تکفیر ثابت ہوئی اور یہ دوسروں کی تکفیر سے سخت تر تکفیر ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالی ہے کہ تم میں سے بعض ایسے لوگ ہیں جو دوسروں کی آنکھ میں خاشاک نور (جلا) دیکھ لیتے ہیں مگر اپنی آنکھ میں درخت کا تنا ہو تو اسے فراموش کر دیتے ہیں۔

امام مکہ مکرمہ

نیز اس بدبخت نے دلائل الخیرات پر طعن و تشنیع کی تو مکہ مکرمہ کے شیخ جناب رئیس المتقین فخر المفسرین امام الفقہاء والمحدثین عبدالکریم بن عبدالرسول مکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی زبردست تردید کی فرمایا کہ یہ شخص ہر روز خود ستائی کرتا ہے اور تمام آلائشوں سے خود کو پاک سمجھتا ہے۔ اپنے کھوٹے سکوں کو رائج کرنا چاہتا ہے جن کو اس کے شیطان چیلے لیے پھرتے ہیں کیا ہی خوب ہو گا اگر اس کے حق میں یہ شعر پڑھا جائے۔

یا ناطح الجبل العالی لتکلمہ
اشفق علی النفس لا تشفق علی الجبل

اے اونچے پہاڑ سے ٹکرانے والے تاکہ اسے توڑے۔ اپنی ذات پر رحم کر، پہاڑ نہ توڑ۔

مصنف کہتے ہیں کہ تو جب ایسے گستاخ لوگوں پر قادر ہو تو اسے مت چھوڑ کیوں کہ اس زندیق کا شر فواسق کے شر سے بدتر ہے اور فواسق کا قتل حل و حرم میں جائز ہے۔

تخریب الایمان

اگر ان کی کتاب تقویۃ الایمان جو در حقیقت تخریب الایمان ہے کہیں ملے تو اسے جلا دے اپنے پاس نہ رکھ کیوں کہ ایسی کتاب رکھنا حرام ہے۔

اشباہ و نظائر میں لکھا ہے کہ مرتد کا قتل کرنا واجب ہے جب تک اپنے مذہب سے تائب نہ ہو اور اس کے تمام اعمال ناچیز ہو جاتے ہیں۔ اور اس کی احادیث کی تمام روایتیں باطل ہو جاتی ہیں۔

اور کسی کو ان احادیث کا نقل کرنا جائز نہیں۔ اگر مرتد حالت ردّہ میں مرجائے یا قتل ہو جائے تو اسے مسلمانوں کے گورستان میں نہ دفنایا جائے۔

جامع الرموز میں ظہیریہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ معتزلہ کی کتابوں کو نہ رکھنا جائز ہے اور نہ دیکھنا۔

باطنی خباثت

ملحد اسمٰعیل ہندی دہلوی حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی کے شاگردوں میں سے تھا زمانۂ نبوت کے منافقوں کی طرح نماز، روزہ، حج، جہاد میں شریک ہوتا تھا مگر باطنی خباثت اور خبث سیادت نے اسے ہلاک کر ڈالا۔ جسے اللہ پاک نور سے نہ نوازیں اسے کون نور عطا کر سکتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کتنا سچا ہے کہ "بدترین لوگوں سے بدتر بدتر عالم ہیں"۔

اے پروردگار

ہدایت کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کیجیے اور اپنی بارگاہ سے رحمت عطا فرمائیے بے شک آپ بہت دینے والے ہیں۔

اس ملحد ہندی کے کفر و الحاد پر حرمین شریفین اور ہمارے دیار کے تمام علماء کا اجماع ہے۔

ملحد ہندی

اس ملحد کے الحاد کی جو تشہیر کی ہے اس سے مقصود مسلمانوں کی خیر خواہی ہے کیوں کہ یہ بدبخت کفر متعدی کے ساتھ ملوث ہے یعنی جو شخص اس کے کفر میں شک و شبہ کرے گا وہ

خود کافر ہوگا۔

قرآن وحدیث کا حکم اور تمام علماء مجتہدین کا فتویٰ اس پر شاہد وعادل ہے ہندوستان کے عوام کالانعام اسے شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا بھتیجا اور شاگرد سمجھ کر اسکے دام میں پھنس جاتے ہیں اور گمراہی کے گڑھے میں جا پڑتے ہیں یعوذ باللہ منہا۔

تصدیقات عالیہ

محمد بن الکتبی الحنفی، مفتی مکہ
عبدالرحمٰن جمال، مدرس المسجد الحرام
محمد بابیسے، مدرس الحرم النبوی۔ عبدہٗ شیخ عمر جمال رئیس المدرسین
احمد بن . . . خادم الطلبہ بالمسجد الحرام، السید ابوالسعود الحنفی المفتی مفتی المدینہ
السید یوسف العربی، شیخ العلماء والمدرسین بحرم سید المرسلین علیہ السلام
محمد ابوالسعادات، المدرس بالمسجد الشریف خطیب محراب النبی صلی اللہ علیہ وسلم
محمد اشرف مولوی خراسانی۔ ابو محمد سید الطاہر صدیقی قاضی نہروانی۔ عبدالرحمٰن ولد شمس الدین نہروانی۔ عبدالقادر بن محمد سعید۔ تمت کتاب رد الوہابیہ